



سوال

(295) جبراً طلاق نامہ لکھوا کر دستخط کرانا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کو اس کی منکوحہ کے رشتہ داروں نے مار کر جبراً طلاق نامہ لکھوا کر دستخط کرائے۔ کیا یہ طلاق جائز ہے۔؟ (عزیز الدین ہسٹیا نکوٹ ضلع گرداسپور)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جبریہ طلاق جائز نہیں۔ لاکراہ فی الدین لیکن جبر کا ثبوت ہونا چاہیے۔ (الحدیث 10 جولائی 1931ء)

شرفیہ

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ اس آیت سے استدلال صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس کے آگے ہے۔ قد تبين الرشد من الغي یعنی اکراہ کی ضرورت نہیں۔ دلائل صحیحہ نہ بران قطعہ کافی ہیں۔ اور اگر خبر بمعنی انشاء بھی ہو۔ تو بھی نہی عن النہی اس کے عدم کو مستلزم نہیں قتل مسلم معصوم وزنا ممنوع ہیں۔ مکر کرنے سے جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی کسی مسلم سے بجز واکراہ کسی مسلم معصوم کو قتل کرائے۔ ایک بھی نہیں بلکہ صدمہ کولیسے بار بار زنا کر کے یا مسلمانوں کے اموال لٹوائے۔ تو سلف صالحین سے بلکہ تمام ہی آئمہ محدثین سے وفتہاء سے کوئی بھی اس کا قائل ثابت نہیں ہوا کہ اکراہ میں اختیار باقی رہتا ہے۔ جب اختیار باقی رہتا ہے۔ تو پھر اور امور طلاق وغیرہ میں بھی واقع ہو جائیں گے۔ اور

وَلَا يَزَالُونَ يَقْتُلُونَ نَفْسًا تَحْتَ يَدَيْكُمْ حَتَّى يَزُودَ كُفْرُكُمْ عَنْ دِينِكُمْ اِنْ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَزِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فِيمَتَّ وَهُوَ كَافِرًا فَاُولَئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَاُولَئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۗ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
سورة البقرة ۲۱۷

اس سے ثابت ہوا کہ اکراہ سے کفر ثابت ہوگا۔ پھر اگر قبل تو بہ مرگیا۔ تو دائمی دوزخی ہوگا۔ پس طلاق بطریق اولیٰ ثابت ہوگی۔ اور الامن اکراہ سے استدلال صحیح نہیں۔ اس کی تفصیل و تفسیر میری کتاب الاکراہ میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔ اور صحیح بخاری ار صحیح مسلم میں ہے کہ ایک جنگ میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کافر پر حملہ کیا تو اس نے آڑ میں ہو کر کلمہ شہادت پڑھا کہ میں مسلم ہو گیا ہوں۔ مگر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ بار بار فرماتے کہ تو نے اسے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد قتل کیا بہت ناراض ہوئے فرمایا قیامت میں تو اس کا کیا جواب دے گا۔ (مشکوٰۃ ص 299 جلد 2) اس سے بھی ثابت ہوا کہ اکراہ میں اختیار باقی رہتا ہے۔ اور فعل مکراہ یا قول کا اعتبار ہے۔ پس طلاق واقع ہو جائے گی۔ ہاں سلف کا اس میں اختلاف ضرور ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ



عنه وغيره اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے عدم وقوع مستقول ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تبعی رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو جلابہ رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور شریح رحمۃ اللہ علیہ سے جواز مستقول ہے۔ بلکہ ایک مرفوع روایت بھی ہے۔ مگر صحیح نہیں۔ لیکن اولہ مذکورہ بالا سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اور یہی راجح ہے۔ آہمارا تخلص الجمیر الدرایہ تخریج ہدایہ نیل الاوطار وغیرہ میں ہے۔ (ابوسعید شرف الدین)

یاد دہانی

پرچہ اہمیت مورخہ 13 جولائی 24 سوال نمبر 176 کے ضمن میں سائل دریافت کرتا ہے۔ کہ شادی والے شخص کا پورا ایمان ہے۔ اور بغیر شادی والے شخص کا آدھا ایمان یہ حدیث کس کتاب میں ہے۔ فاضل ایڈیٹر نے فرمایا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں یہ حدیث نہیں پڑھی۔ لہذا۔ واقعی ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں۔ گو اکثر زبان ذوق خلق ہے البتہ حدیث میں یوں تو وارد ہوا ہے۔ مرفوعاً حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

اذا تزوج العبد فقد استكمل نصف الايمان فليتق في نصف الباقي اخرج الامام احمد في مسنده من حديث انس رضي الله عنه وطبرانی في الاوسط ايضا عنه كافي كنز العمال ص 237 ج 8 وايضا البيهقي في شعب الايمان من حديث كافي الفصل الثالث من مشكوة المصابيح والترغيب المنذري ص 68 جلد 3

یعنی ”بندہ جس وقت نکاح کرتا ہے۔ تو اس کا ایمان آدھا پورا ہو جاتا ہے۔ اب اسے چاہیے کہ باقی آدھے میں خدا سے ڈرتا رہے۔“

یہ حدیثیں امام منذری کے نزدیک صحیح حسن سے تو کم نہیں۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ شنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 300

محدث فتویٰ